● مولینا فضل الٰہی صاحب ایم اے

ابو العبّاس المبرّد

○

المبرد پیر کے روز عید الاضحیٰ کے دن ۲۱۰ھ میں پیدا ہوئے[۱]۔ ان کا نام محمد، کنیت ابو العباس اور شجرۂ نسب اس طرح ہے۔

محمد بن یزید بن عبد الاکبر بن عمیر بن حسان بن سلیمان بن سعد بن عبد اللہ بن زید بن مالک بن حارث بن عامر بن عبد اللہ بن بلال بن عوف بن اسلم ہے اور اسلم ثمالہ بن احجن بن کعب بن حارث بن کعب بن عبد اللہ بن مالک بن نصر بن الاسد بن غوث ہے۔ المبرد اپنے جد اعلیٰ ثمالہ کی طرف انتساب کی بناء پر ثمالی اور بنو ازد سے تعلق کی بنا پر ازدی کہلاتے ہیں المبرد ان کا لقب ہے اور یہ راء کے فتحہ اور کسرہ دونوں طریقوں سے پڑھا جاتا ہے۔

ابو العباس اپنے نام کی بجائے لقب سے زیادہ مشہور ہوئے۔ ان کے لقب کی وجہ کے بارے میں علماء کے مختلف اقوال ہیں ایک قول تو وہ ہے جس کو ابن خلکان نے وفیات الاعیان میں حافظ ابو الفرج ابن الجوزی کی کتاب الالقاب سے نقل کیا ہے کہ ابو العباس سے مبرد لقب

---

[۱] وفیات الاعیان بذیل ترجمۃ المبرد۔ علامہ ابن خلکان نے بعض علماء کا یہ قول بھی نقل کیا ہے کہ المبرد کی پیدائش ۲۰۷ھ میں ہوئی طبقات المفسرین میں ان کی پیدائش ۲۱۶ھ میں بیان کی گئی ہے۔ مشہور قول جس کو اکثر علماء نے اختیار کیا ہے اس کے مطابق ان کی پیدائش ۲۱۰ھ ہی میں ہوئی۔

کے بارے میں دریافت کیا گیا تو انہوں نے بتایا کہ ایک دفعہ کو توال نے ہم نشینی کے لیے ان کو بلا بھیجا۔ ابو العباس، کو توال کی ہم نشینی کو ناپسند کرنے کے سبب اس کے ہاں جانے کی بجائے اپنے استاد ابو حاتم کے گھر چلے گئے۔ پولیس کے آدمی ان کی تلاش میں ابو حاتم کے گھر پہنچے، ابو حاتم نے اپنے شاگرد کو جلدی سے پانی کے ایک خالی مٹکے میں چھپنے کے لئے کہا اور خود باہر جاکر تفتیشی پارٹی سے کہہ دیا کہ ابو العباس یہاں نہیں ہے۔ پولیس کے آدمیوں نے گھر کی تلاشی لینے پر اصرار کیا تو ابو حاتم ان کو اندر لے آئے۔ جب وہ ابو العباس کا سراغ لگانے میں ناکام ہو کر واپس چلے گئے تو ابو حاتم اپنے شاگرد ابو العباس کو مخاطب کر کے کہنے لگے "المبرد! المبرد" ابو حاتم کا ایسا کہنا ہی ان کے لقب المبرد کا سبب بنا۔

لقب کے بارے میں ایک اور وجہ بھی بیان کی جاتی ہے۔ اس کو ابن خلکان نے وفیات الاعیان میں اشارۃً ذکر کیا ہے البتہ یاقوت حموی نے معجم الادباء[۱] میں اور سیوطیؒ نے بغیۃ الوعاۃ[۲] میں تفصیلا ذکر کیا ہے۔ یاقوت اور سیوطی نے پہلی وجہ ذکر نہیں کی جس سے معلوم ہوتا ہے کہ ان کے نزدیک دوسری وجہ ہی اصل وجہ ہے اور یہ وجہ لقب اس طرح بیان کی گئی ہے کہ ابو العباس کے استاذ ابو عثمان مازنی نے "کتاب الالف واللام" کے مشکل مقامات کے متعلق ان سے سوالات کئے ابو العباس بہت عمدہ جوابات دئے۔ اس پہ وہ فرمانے لگے:- "قم فانت المبرد ای المثبت للحق"

ان کے علاوہ بھی مبرد کے لقب کے اسباب بیان کئے جاتے ہیں لیکن اکثر علماء کے نزدیک وہ چنداں قابل التفات نہیں۔

اساتذہ:

ان کے اساتذہ میں مشہور ترین ابو عثمان مازنی اور ابو حاتم سجستانی ہیں۔ یاقوت نے ابو عمر الجرمی کا نام بھی اساتذہ ذکر کیا ہے[۳]۔ ابن حجرؒ نے عمارۃ بن عقیل اور مغیرۃ کے نام بھی المبرد کے اساتذہ میں نقل کئے ہیں[۴]

---

[۱] معجم الادباء ص ۱۱۲ جلد ۱۹　　　[۲] بغیۃ الوعاۃ ص ۱۱۶
[۳] معجم الادباء ج [illegible]　　　[۴] لسان المیزان جلد ۵ ص [illegible]

المبرد اور ثعلب :

المبرد کے معاصرین میں سے جن صاحب کا تذکرہ المبرد کے حالات میں عموماً ملتا ہے وہ ان کے معاصر ابوالعباس احمد بن یحییٰ ثعلب ہیں۔

المبرد اور ثعلب کے درمیان کھینچا تانی رہتی تھی۔ البتہ حاضر جوابی، فصاحت و بلاغت اور تیزی وطراری کے سبب المبرد کا پلہ بھاری رہتا تھا اور اسی بنا پر ثعلب المبرد سے گفتگو کرنے سے گریز کیا کرتے تھے۔ یاقوت نے ذکر کیا ہے کہ ایک دفعہ المبرد کو خبر پہنچی کہ ثعلب نے ان کے بارے میں کچھ باتیں کہی ہیں اس موقع پر انھوں نے یہ شعر کہے :-

رب من یعنیہ حالی وھو لا یجری ببالی

قلبہ ملآن منی و فؤادی منہ خالی

جب ثعلب کو ان اشعار کی اطلاع ملی تو اُنھوں نے جواب میں ایک لفظ تک نہ کہا

لم یقل ثعلب کلمۃ فی جوابہ [۱]

درحقیقت علوم و فنون میں کمال و دسترس کے علاوہ المبرد فن مناظرہ میں ید طولیٰ رکھتے اس بات کی تائید زجاج کے اس بیان سے بھی ہوتی ہے جو اس نے ابوالعباس کے ساتھ بغداد میں مناظرہ کے بعد دیا تھا۔ زجاج کے الفاظ ہیں :-

فلما باحثنہ الجمنی بالحجۃ وطالبنی بالعلۃ، والزمنی الزامات لم اھتد الیھا، فاستیقنت فضلہ، واسترجحت عقلہ واخذت فی ملازمتہ" [۲]

درس وتدریس :

ابوالعباس جب مسند تدریس پر رونق افروز ہوئے تو جلد ہی ان کے علم وفضل کا شہرہ دور دور

---

[۱] معجم الادباء جلد ۱۹ [۲] تاریخ بغداد جلد ۳ ص ۳۸۱ و معجم الادباء جلد ۱۹

تک پھیل گیا۔ تشنگانِ علم دور دور سے سیرابی کے لئے ان کی خدمت میں حاضر ہونے لگے۔ ایک شاعر اسی صورتِ حال کا نقشہ ان الفاظ میں کھینچتا ہے :-

یروح الیك النّاس حتّی کانّهم ببابك فی أعلی منیً والمحصب[1]

ایک شاعر طالبان علم کی راہنمائی ان الفاظ میں کرتا ہے۔

ایا طالب العلم لا تجهلن وعذ بالمبرد او ثعلب

تجد عند هذین علم الوریٰ فلا تك کالجمل الاجرب۔

علوم الخلائق مقرونة بهذین فی الشرق والغرب[2]

المبرد سے بے شمار لوگوں نے استفادہ کیا۔ خطیب بغدادیؒ ان کے تلامذہ میں سے چند ایک کے نام لینے کے بعد کہتے ہیں۔ "وجماعة یتسع ذکرهم"[3]

ان کے مشہور شاگردوں میں سے نفطویہ، اسماعیل صفار، ابوبکر محمد یحیٰ الصولی، ابوعلی الطوماری، ابوالحسن اخفش اصغر، محمد بن ابی الازہر، ابوعبداللہ حکیمی، ابوسہل بن زیاد اور ابوعمرو غلام ثعلب ہیں۔[4]

مبرد کا علوم و فنون میں مقام :

ابوالعباس علوم و فنون میں انتہائی بلند مرتبہ رکھتے تھے بغداد میں "امام عربیت" کی حیثیت سے جانے پہچانے جاتے تھے یاقوت لکھتا ہے :-

"کان امام العربیة ببغداد والیها انتهی علمها بعد طبقة الجرمی والمازنی"[5]

---

[1] منقول از معجم الادباء جلد ۱۹

[2] منقول از وفیات الاعیان بذیل ترجمہ المبرد

[3] تاریخ بغداد جلد ۳ ص ۳۸۰

[4] ملتقط من وفیات الاعیان، معجم الادباء، تاریخ بغداد و لسان المیزان [5] معجم الادباء جلد ۱۹ ص ۱۱۲

المبرد، علم نحو میں بصریوں کے موید تھے اور ان کے مسلک کے متعلق ان کی معلومات کا دائرہ وسیع تھا۔ احمد بن کمال قاضی کے الفاظ میں

وکان فی العلم بنحو البصریین فرداً [1]

خطیب بغدادی کے الفاظ میں المبرد

شیخ اھل النحو وحافظ علم العربیۃ، کان عالماً فاضلاً

موثوقا بہ فی الروایۃ، حسن المحاضرۃ ملیح الاخبار، کثیر النوادر [2]

اسماعیل قاضی کے خیال میں " ما رای محمد بن یزید مثلہ" [3]

ان کمالات کے علاوہ، اللہ تعالیٰ نے ان کو بہت عمدہ حافظہ عطا کیا تھا۔ لوگ ان کی غیر معمولی وسعت معلومات دیکھ کر شک کرنے لگتے کہ شاید المبرد اپنی ہی طرف سے اشعار ونوادر وضع کر لیتے ہیں نفطویہ، ان کے ایک شاگرد، ان کے حافظہ کی وسعت کی شہادت ان الفاظ میں دیتے ہیں۔

ما رایت احفظ للاخبار بغیر اسانید من المبرد وابی العباس الفرات [4]

خطیب بغدادی ان کے حافظے کے متعلق فرماتے ہیں :۔

کان المبرد لعظم حفظہ اللغۃ واتساعہ فیھا یتھم بالکذب [5]

ابو العباس المبرد ہمہ گیر شخصیت کے مالک تھے ایک طرف علم نحو میں امامت کے منصب پر فائز تھے، تو دوسری طرف ادب وبلاغت میں انتہائی بلند مرتبہ رکھتے تھے تفسیر، حدیث وفقہ میں گہری نظر تھی۔ ان کے علم وفضل کی بنا پر مختلف شعراء نے ان کی مدح میں اشعار نظم کئے۔ چنانچہ ایک شاعر کہتا ہے :۔

---

[1] منقول از تاریخ بغداد جلد ۳ [2] تاریخ بغداد جلد ۳

[3] منقول از معجم الادباء جلد ۱۹

[4] منقول از معجم الادباء جلد ۱۹

[5] تاریخ بغداد جلد ۳

و اذا قیل من الفتی کل الفتی والشیخ والکھل الکریم العنصر
والمستضاء بعلمہ وبرأیہ وبعقلہ قلت ابن عبد الاکبر لہ

ایک دوسرا شاعر یوں کہتا ہے :۔

وانت الذی لایبلغ المدح وصفہ وان اطنب المداح مع کل مطنب
واوتیت علما لایحیط بکنہہ علوم بنی الدنیا ولاعلم ثعلب ۲ہ

تصانیف :

المبرد کی کئی ایک تصانیف ہیں ان کی مشہور ترین کتاب " الکامل فی اللغۃ والادب والنحو" ہے یا قوت کے الفاظ میں " ھو اشھر تصانیفہ ۳ہ

اس کتاب کی شہرت اور مقبولیت کا اندازہ اس امر سے لگایا جا سکتا ہے کہ مولف کتاب کی وفات کے گیارہ سو سال بعد بھی یہ کتاب علماء اور طلباء کے حلقوں میں بڑے شوق و ذوق سے پڑھی و پڑھائی جاتی ہے ۔ مدارس دینیہ اور یونیورسٹیوں میں اس کے مختلف اجزاء شامل ہیں اس کی قدر و منزلت کی اس سے واضح اور ٹھوس دلیل کیا ہو سکتی ہے کہ ابن خلدون ایسا محقق مورخ کہتا ہے :۔

سمعنا من شیوخنا فی مجالس التعلیم ان اصول ھٰذا الفن وارکانہ اربعۃ دواوین وھی ادب الکاتب لابن قتیبۃ وکتاب الکامل للمبرد، وکتاب البیان والتبیین للجاحظ، وکتاب النوادر لابی علی القالی، وما سوی ھٰذہ الاربعۃ فتبع لھا وفروع عنھا ۴ہ

الکامل میں ابوالعباس نے احادیث، فصیح و بلیغ خطبات، ضرب الامثال، اشعار اور لحبیب

۱ہ منقول از معجم الادباء جلد ۱۹
۲ہ " " " "
۳ہ معجم الادباء جلد ۱۹ ص ۱۲۱ ۴ہ مقدمہ ابن خلدون ص ۵۵۳، ۵۵۴ مطبوعہ مصر

واقعات بیان کیے ہیں۔ مصنف کا طریقہ یہ ہے کہ ایک حدیث، خطبہ، واقعہ یا چند اشعار ذکر کرنے کے بعد مشکل الفاظ کی تشریح کرتے ہیں۔ شرح کے دوران، الفاظ کے معانی کی وضاحت کے لیے قرآن کریم کی آیات، احادیث، روزمرہ اور اشعار سے استشہادات پیش کرتے ہیں۔ بعض اوقات پیش آمدہ صرفی و نحوی مسئلہ کی بھی عمدہ انداز میں وضاحت کرتے ہیں۔ بسا اوقات حدیث بیان کرکے متعلقہ فقہی مسائل کا استنباط کرتے ہیں۔ الکامل کے مشتملات اور طریق تالیف کے بارے میں خود مصنف فرماتے ہیں:۔

"ھٰذا کتاب الفناہ یجمع ضروباً من الآداب، ما بین کلام منثور، و شعر مرصوف، ومثل سائر، وموعظة بالغة واختیار من خطبة شریفة ورسالة بلیغة۔ والنیة ان نفسر کل ما وقع فی ھٰذا الکتاب من کلام مستغلق، وان نشرح ما یعرض فیہ من الاعراب شرحاً شافیاً، حتی یکون ھٰذا الکتاب بنفسہ مکتفیا" [1]

المقتضب:

یہ ایک ضخیم کتاب ہے لیکن اس سے لوگوں نے استفادہ نہیں کیا یاقوت اسی کتاب کے بارے میں لکھتے ہیں:۔

اکبر مصنفاتہ اِلّا انہ لم ینتفع بہ احدٌ [2]

اس کتاب کی شرح ابوالحسن الرمانی نے کی اور ابوالقاسم سعید نے تعلیق لکھی۔ کشف الظنون میں حاجی خلیفہ رح لکھتے ہیں:۔

شرحہ ابوالحسن علی بن عیسیٰ الرمانی المتوفی ۳۸۴ھ وعلق علی مشکلات اوائلہ ابوالقاسم سعید بن سعید الفارقی المتوفی ۳۹۱ھ [3]

---

[1] الکامل ص ۱، ۲ [2] کشف الظنون ص ۱۷۹۳

[3] کشف الظنون ص ۱۷۹۳

المدخل فی النحو :

حاجی خلیفہ نے کشف الظنون میں المبرد کی تصنیفات میں سے ایک کتاب المقرب فی النحو" کے نام سے ذکر کی ہے غالباً یہ "المدخل فی النحو" ہی کا دوسرا نام ہے۔ حاجی خلیفہ ہی لکھتے ہیں کہ خود المبرد نے اس کتاب کی ایک شرح بھی لکھی ہے ـــــ وشرحها له ایضاً [1]

طبقات النحویین البصریین :

اس موضوع پر قلم اٹھانے میں المبرد کو اوّلیت کا شرف حاصل ہے، حاجی چلپیؒ لکھتے ہیں:۔
"أوّل من صنف فیه ابو العباس محمد بن یزید المبرد" [2]

کتاب التعازی والمراثی :

اس کتاب کے بارے میں المبرد نے دعویٰ کیا ہے کہ مراثی اور تعازی دونوں کو ایک کتاب میں جمع کرنے کی سب سے پہلے انھوں نے ہی کوشش کی ہے۔
ڈاکٹر ذوالفقار علی ملک اپنے ایک مقالہ میں لکھتے ہیں :۔
"تاریخ ادب پر مختلف کتابوں کی ورق گردانی سے ثابت ہوتا ہے کہ المبرد اپنے دعوے میں حق بجانب ہیں" نیز لکھتے ہیں :ــ
"المبرد کے بعد بھی متعدد ادباء نے تعازی اور مراثی کے موضوع پر کتابیں تالیف کی ہیں۔ یوں محسوس ہوتا ہے کہ ان جملہ مستفین پر المبرد نے گہرا اثر ڈالا ہے۔" [3]
مذکورہ بالا کتابوں کے علاوہ المبرد کی کتابیں حسب ذیل ہیں :۔

---

[1] کشف الظنون ص ۱۸۰۵　[2] کشف الظنون ص ۱۱۰۷
[3] مقالہ بعنوان "عربی میں مرثیہ اور تعزیہ نگاری کی مختصر تاریخ ماہنامہ "ترجمان الحدیث" بابت ماہ اگست وستمبر ۱۹۷۰ء

۶۔ کتاب المقصور والممدود　　۷۔ کتاب الاشتقاق
۸۔ کتاب المذکر والمؤنث　　۹۔ معانی القرآن المعروف بالکتاب التام
۱۰۔ کتاب الخط والھجاء　　۱۱۔ کتاب الانواء والازمنۃ
۱۲۔ کتاب احتجاج القراء واعراب القرآن　　۱۳۔ کتاب الحروف فی معانی القرآن (الی سورۃ طہ)
۱۴۔ کتاب العبارۃ عن اسماء اللہ تعالیٰ　　۱۵۔ کتاب صفات اللہ عزوجل
۱۶۔ کتاب الا　سیبویہ　　۱۷۔ کتاب الزیادہ المنتزعہ من کتاب سیبویہ
۱۸۔ معنی کتاب سیبویہ　　۱۹۔ جمع شواہد کتاب سیبویہ
۲۰۔ کتاب الحروف　　۲۱۔ کتاب الاعراب
۲۲۔ کتاب التصریف　　۲۳۔ کتاب العروض
۲۴۔ کتاب القوافی　　۲۵۔ کتاب البلاغۃ
۲۶۔ قواعد الشعر　　۲۷۔ کتاب ضرورۃ الشعر
۲۸۔ کتاب شرح کلام العرب وتخلیص الفاظھا ومزاوجۃ کلامھا وتعزیب معانیھا
۲۹۔ کتاب ما اتفقت الفاظہ واختلفت معانیہ فی القرآن
۳۰۔ رسالۃ الکاملۃ　　۳۱۔ الجامع لم یتم
۳۲۔ کتاب الفاضل والمفضول　　۳۳۔ الریاض المونقہ
۳۴۔ کتاب الوشی　　۳۵۔ کتاب الحث علی الادب والصدق
۳۶۔ ادب الجلیس　　۳۷۔ کتاب الناطق
۳۸۔ کتاب المادح والمقابح　　۳۹۔ کتاب اسماء الدواھی عند العرب
۴۰۔ کتاب قحطان وعدنان　　۴۱۔ شرح الفصیح فی اللغۃ

وغیر ذالک

وفات: پیر کے روز ۲۸ ذوالحجہ ۲۸۶ھ کو بغداد میں فوت ہوئے [1] بقیہ ص ۲۲

---

[1] ابن خلکان نے بعض علماء کا یہ قول بھی نقل کیا ہے کہ ان کی وفات ۲۸۵ھ میں ہوئی معجم الادباء میں ہے کہ ان کی وفات شوال ۲۸۵ھ میں ہوئی اور بعض علماء کے نزدیک انکی وفات ذی القعدہ ۲۸۵ھ میں ہے